

۶۔ شرح : اس شعر میں غمزدگی کی انتہائی صورت پیش کی گئی ہے۔ دنیا میں خوشی اور غم لمبے چلے آتے ہیں۔ آج خوشی ہے تو کل غم ہے۔ آج غم ہے تو کل خوشی ہے۔ خزاں کے بعد بہار اور بہار کے بعد خزاں آتی رہتی ہے کہتے ہیں کہ دنیا میں یہ دستور رائج ہو گا۔ شادی اور غم یکے بعد دیگرے آتے رہتے ہونگے، لیکن ہمیں ان سے کیا غرض ہے ؟ ہماری حالت تو یہ ہے کہ خدا نے جو دل ہمیں عنایت کر دیا ہے، اس میں شادی اور مسرت کی کوئی صلاحیت باقی نہیں۔ وہ سراپا غم ہے، لہذا ہمیں غم کے ساتھ نشاط و مسرت کی کوئی امید نہ رکھنی چاہیے۔

مولانا طباطبائی فرماتے ہیں۔

”دنیا میں غم، شادی کا بہم ہونا اس مقام پر ذکر کرتے ہیں، جہاں دنیا کے سرور، خوشی سے نفرت ظاہر کرنا منظور ہو۔ اس شعر میں مصنف نے تازگی یہ پیدا کی ہے کہ غم و شادی کے بہم ہونے پر حسرت ظاہر کی ہے۔ کہتے ہیں، ہمیں کیا کام ؟ یعنی ہم تو محروم ہیں۔ ہم کو تو کبھی ایسی خوشی حاصل نہیں، جو غم سے متصل ہو اور شادی مخلوط بہ غم کی حسرت کرنے سے یہ معنی نکالتے ہیں کہ شاعر کو انتہائی غمزدگی ہے کہ ایسی بیچ و ناکارہ خوشی کی تمنا رکھتا ہے اور یہی وجہ بلاغت ہے اس شعر میں“

ماہر شیک محبوب نے وعدہ کیا اور اسے پورا نہ کیا۔ اے غالب ! اب اس وعدے کا ذکر محبوب سے کیوں کرتے ہو ؟ ذکر کرو گے تو نتیجہ کیا ہو گا ؟ یہ کہ وہ کہ دیں گے، ہمیں یاد نہیں رہا۔ پھر اس سے کیا فائدہ ہو گا ؟ بہتر یہ ہے کہ اس ذکر ہی سے دست بردار ہو جاؤ۔

مولانا طباطبائی فرماتے ہیں :

”معتشوق کی بد عہدی و وعدہ خلافی کو جو لوگ الٹ پلٹ کر کہا کرتے